انتخاب

سوشل میڈیا سے منتخب تحریریں

مرتبہ: عبدالناصر عطاری

رازکی بات۔۔۔۔۔۔۔نصیب کی بات

ایک دن صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کی جماعت سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑا ایمان افروز سوال کیا: ''تمہارے نزدیک کس مخلوق کا ایمان عجیب ترین ہے؟''

صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! فرشتوں کا''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وہ کیسے ایمان نہ لائیں جبکہ وہ اللہ کی حضوری میں ہوتے ہیں اور ہمہ وقت اُس کی تسبیح وتہلیل میں مشغول رہتے ہیں۔''

صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ''انبیاء اکرام کا''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''وہ کیسے ایمان نہیں لائیں گے جبکہ اُن پر وحی اترتی ہے؟''

صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم نے عرض کیا: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پھر ہماراایمان عجیب تر ہوگا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''کیاتم (اب بھی) ایمان نہ لاؤ گے جبکہ تمہارے سامنے ہر وقت میرا سراپا رہتا ہے؟''

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میرے نزدیک ساری کائنات میں سب سے عجیب (قابل رشک) ایمان اُن لوگوں کا ہے جو تمہارے بعد ہوں گے۔۔۔وہ صرف اوراق پر لکھی ہوئی کتاب دیکھیں گے اور اُس پر ایمان لے آئیں گے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح، حدیث پاک 584)

واصف علی واصف کہتے ہیں کہ۔۔۔

"محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سنا، تعریف سنی اور محبت پیدا ہوگئی۔۔۔۔۔سن کر محبت ہونا، یہ بڑے راز کی بات ہے۔۔۔۔۔محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سنا اور محبت پیدا ہو گئی۔۔۔۔سن کر محبت ہونا، یہ بڑے نصیب کی بات ہے اور جن کو نہیں ملتا، اُن کو دیکھنے کے بعد نہیں ملا۔۔۔ابوجہل کے ابوجہل ہی رہے اور جن کو دیکھے بغیر ملا وہ اویس قرنی ہو گئے۔"

☆☆☆☆☆

صدقہ جاریہ

کتاب ---------- انتخاب

زیر سر پرستی --------سید قمر احمد سبز واری

زیر نگرانی ---------محمد شکیل صدیقی

مرتب ---------- عبدالناصر عطاری

شرف اشاعت ----- ایور گرین پبلشر، پرنٹر اینڈ ایڈ ورٹائزر

تعداد/ اشاعت --((1000، دسمبر 2019ء(ربیع الغوث ۱۴۴۱ھ)

مفت تقسیم برائے ایصال ثواب

مرحوم صوفی باصفا بابر علوی، والدین مرحومین چوہدری نصیر احمد، مرحومین حاجی محمد ابراہیم و اہلیہ، والدہ مرحومہ جمشید علی ، زوجہ مرحومہ جاوید احمد خان، مرحوم محمد حمید صدیقی

منیر احمد لاکھانی فورڈ اینڈ لارڈ ،عباد علی لودھی ،شیخ محمد اقبال ،شیخ صدیق یونائیٹڈ انشورنس، شیخ علی شمیم، برادر اکبر محمد ارشد اشرفی، محمد الیاس نقشبندی، صلاح الدین سعیدی، مجاہد نقشبندی، محمد طاہر رضوی ایڈووکیٹ، محمد الیاس، علامہ غلام نبی، حاجی محمد یوسف، ماسٹر محمد عدالت اشرفی و تمام مرحومین امت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالی تمام مرحومین کو جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرمائے (آمین)

رابطہ برائے حصول کتاب: **ایور گرین** پبلشر، پرنٹر اینڈ ایڈ ورٹائزر ، لاہور

0306-8439134, 0323-8874650

[redacted]

1- ابتدائے نگارش ------------------------- 3

2- سورۃ العصر/ درود ابراہیمی ------------------- 4

3- ذکر حضرت آدم وحضرت حوا علیہم السلام قرآن پاک میں ----- 5

4- گلدستہ احادیث مبارکہ ------------------------ 7

5- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سراپا مبارک بزبان حضرت علی رضی اللہ عنہ --- 8

6- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق عالیہ ------------- 9

7- دَرُودِ تاج بزبان عاشق مُصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ------ 10

8- کاہلی اور مایوسی کا علاج --- استغفار --------------- 13

9- عربی، عربی دانی اور ... قرآن فہمی ----------------- 15

10- حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ------20

11- شریعت وطریقت ------------------------ 30

12- اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید -------------- 31

13- ادب ------------------------------ 32

14- کتّوں کی دُعا -------------------------- 33

15- سلطان صلاح الدین ایوبی رحمتہ اللہ علیہ ------------43

16- کمال اتاترک -------------------------- 45

17- جابر بن حیان ------------------------ 46

18- خودداری ---------------------------47

19۔ محبتوں کی فضائیں ہوں تو --- نفرت کون کرتا ہے ------48

ابتدائے نگارش

الحمدللہ بندہ ناچیز اللہ تعالی کے فضل وکرم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت سے، اپنے مخلص ساتھیوں اور معاونین کے تعاون اور پروفیسر حافظ محمد کمال بٹ، محمد نعیم طاہر رضوی و مرحوم محمد صلاح لدین سعیدیؒ کی علمی معاونت اور محترم قمر احمد سبزواری کی تکنیکی معاونت سے ماضی میں بھی کتاب و پمفلٹ شائع کر کے عامتہ الناس میں مفت تقسیم کرنے کیلئے سلسلہ کرتا رہا ہے جنکی تفصیل یہ ہے

۱۔اسلام اور اسکے تقاضے ۲۔عیدوں کی عید ۳۔حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ ۴۔ زکوۃ ۵۔ امام احمد رضا اور ردمرزائیت ۶۔کونڈوں کی شرعی حیثیت

اسکے علاوہ دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی شائع کردہ کتاب بھی موقع کی مناسبت سے مفت تقسیم کرنے کا سلسلہ جاری کیا جن میں مندرجہ ذیل رسائل یہ ہیں ۱۔صبح بہاراں ۲۔آقا ﷺ کا مہینہ ۳۔ابلق گھوڑ سوار ۴۔جنات کا بادشاہ ۵۔تذکرہ امام احمد رضا وغیرہا شامل ہیں مزید ماہانہ اخبار"اہلسنت نیوز"کا اجراء کیا حالیہ دنوں میں عزیزم چوہدری نصیر احمد کے توجہ دلانے پر نئے سرے سے یہ کاوش آپکی نذر کر رہا ہوں اس پر آپ کی رائے جانکر خوشی ہوگی اور آئندہ بہتری کیلئے راہنمائی مل سکے گی۔ میں اپنے تمام ساتھیوں بالخصوص محترم محمد شکیل صدیقی کا جو ہر موقع پر میرے ہمقدم رہے مزید محترم محمد وقاص اشرفی کا کہ جنکی سوشل میڈیا پر تکنیکی معاونت ساتھ رہی کا شکرگزار ہوں کہ جن کی معاونت سے میں اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے قابل ہوا۔ بندہ ناچیز۔۔۔عبدالناصر عطاری

قرآن پاک کا آفاقی پیغام عامتہ الناس کے نام

103- سورۃ العصر: سپارہ:30، کل آیات:3

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

وَ العَصرِ (1) اِنَّ الاِنسَانَ لَفِی خُسرٍ (2) اِلَّا الَّذِینَ اٰمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوا بِالحَقِّ وَ تَوَاصَوا بِالصَّبرِ (3)

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

(1) اس زمانہ محبوب کی قسم

(2) بیشک آدمی ضرور نقصان میں ہے

(3) مگر جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور ایک دورے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی

☆☆☆☆☆

درود ابراھیمی

(نماز میں پڑھا جانے والا خصوصی درود شریف)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیتَ عَلٰی ابرَاھِیمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبرَاھِیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِید

اَللّٰھُمَّ بَارِک عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکتَ عَلٰی اِبرَاھِیمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبرَاھِیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِید

☆☆☆☆☆

ذکر حضرت آدم و حضرت حوا علیہم السلام قرآن پاک میں

2- سورۃ البقرہ : پارہ نمبر 1

(30) اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا، میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں بولے کیا ایسے کو نائب کرے گا جو اس میں فساد پھیلائے گا اور خونریزیاں کرے گا اور ہم تجھے سراہتے ہوئے، تیری تسبیح کرتے اور تیری پاکی بولتے ہیں، فرمایا مجھے معلوم ہے جو تم نہیں جانتے -

(31) اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام (اشیاء کے) نام سکھائے پھر سب (اشیاء) کو ملائکہ پر پیش کر کے فرمایا سچے ہو تو ان کے نام تو بتاؤ

(32) بولے پاکی ہے تجھے ہمیں کچھ علم نہیں مگر جتنا تو نے ہمیں سکھایا بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے-

(33) فرمایا اے آدم بتا دے انہیں سب (اشیاء کے) نام جب اس نے (یعنی آدم نے) انہیں سب کے نام بتا دیئے فرمایا میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں آسمانوں اور زمین کی سب چھپی چیزیں اور میں جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو-

(34) اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا-

(35) اور ہم نے فرمایا اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں تمہارا جی چاہے مگر اس پیڑ کے پاس نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں ہو جاؤ گے-

(36) تو شیطان نے اس سے (یعنی جنت سے) انہیں لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا اور ہم نے فرمایا نیچے اترو آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے۔

(37) پھر سیکھ لیے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی بیشک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

(38) ہم نے فرمایا تم سب جنت سے اتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا اسے نہ کوئی اندیشہ نہ کچھ غم۔

(39) اور وہ جو کفر کریں گے اور میری آیتیں جھٹلائیں گے وہ دوزخ والے ہیں، ان کو ہمیشہ اس میں رہنا۔

(کنزالایمان ترجمہ قرآن مجید مترجم: اعلیحضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ)

★★★

الصلوٰۃ والسلام علیك یاسیدی یارسول اللّٰہ

وعلی الك واصحبك یاسیدی یاحبیب اللّٰہ

گلدستہ احادیث مبارکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

جس نے جمعہ کے دن سورۃ الکھف پڑھی اسے کے لیے دو جمعوں کے درمیان نور روشن ہوجاتا ہے (مستدرک الحاکم 2/399، بیہقی 3/249)

☆☆☆

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

دو کلمے جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں، زبان پر ہلکے ہیں، میزان پر بھاری ہیں

"سُبحَانَ اللہ وَبِحَمدِہٖ، سُبحَانَ اللہ العَظِیمِ"

(صحیح بخاری، حدیث# 7563)

☆☆☆

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:- مجھے بتاؤ اگر تم میں سے کسی شخص کے گھر کے سامنے نہر ہو اور وہ ہر روز اس میں پانچ مرتبہ غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل باقی رہ جائیگی

صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا: اس کے جسم پر کوئی میل باقی نہیں رہیگی آپ نے فرمایا یہی پانچ نمازوں کی مثال ہے اللہ انکے ذریعے خطائیں مٹا دیتا ہے

(مشکوۃ: حدیث#:565)

آپ ﷺ کا سراپا مبارک بزبان حضرت علی رضی اللہ عنہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب نبی کریم ﷺ کا حلیہ بیان کرتے تو کہتے:
نہ آپ ﷺ بہت لمبے تھے نہ بہت پستہ قد، بلکہ لوگوں میں درمیانی قد کے تھے، آپ ﷺ کے بال مبارک نہ بہت گھونگھریالے تھے نہ بالکل سیدھے، بلکہ ان دونوں کے بیچ میں تھے۔ نہ آپ ﷺ بہت موٹے تھے اور نہ چہرہ بالکل گول تھا، ہاں اس میں کچھ گولائی ضرور تھی۔ آپ ﷺ گورے سفید سرخی مائل، سیاہ چشم، لمبی پلکوں والے، بڑے جوڑوں والے اور چوڑے شانہ والے تھے، آپ ﷺ کے جسم مبارک پر زیادہ بال نہیں تھے، صرف بالوں کا ایک خط سینہ سے ناف تک کھنچا ہوا تھا، دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم گوشت سے پُر تھے جب چلتے زمین پر پیر جما کر چلتے، پلٹتے تو پورے بدن کے ساتھ پلٹتے. آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت تھی۔

آپ ﷺ خاتم النبیین تھے۔ لوگوں میں آپ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے۔ آپ ﷺ کھلے دل کے تھے یعنی آپ ﷺ کا سینہ بغض و حسد سے آئینہ کے مانند پاک وصاف ہوتا تھا اور سب سے زیادہ سچ بولنے والے، نرم مزاج اور سب سے بہتر رہن سہن والے تھے جو آپ ﷺ کو اچانک دیکھتا رعب طاری ہو جاتا تھا اور جو آپ کو جانتا تھا آپ سے گھل مل جاتا اور آپ سے محبت کرنے لگتا اور آپ کی توصیف کرتے ہوئے کہتا نہ آپ ﷺ سے پہلے میں نے کسی کو آپ ﷺ جیسا دیکھا ہے اور نہ آپ ﷺ کے بعد۔ (حدیث مبارکہ ترمذی:3638)

☆☆☆

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ عالیہ

حضور ﷺ کے پاس جو صفت بھی ہے، دائم ہے۔ آپ ﷺ دائم الرضا ہیں، دائم الزُہد ہیں، دائم الشّوق ہیں، دائم الصبر ہیں، دائم الصِدق ہیں، دائم الامر ہیں اور دائم الفکر ہیں۔

غرضیکہ آپ ﷺ ہمہ صفت موصوف ہیں۔ حُسن آپ ﷺ کی صفت ہے اور صفت آپ ﷺ کا حُسن۔

آپ ﷺ ہمیشہ ہشّاش بشّاش رہے اور اللہ تعالی کے خوف اور اللہ تعالی کی محبت نے آپ ﷺ کو دنیا کے خوف اور محبت سے آزاد کر دیا۔

حضرت سعد بن ہشّام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ "اے ایمان والوں کی ماں! حضور اکرم ﷺ کے اخلاق کے بارے میں کچھ بتائیں"۔

تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ "کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا؟"۔

انہوں نے کہا "قرآن تو پڑھا ہے"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا "حضور اکرم ﷺ کا خُلق قرآن تھا"۔

یعنی آپ ﷺ قرآنِ مجسّم تھے۔ آپ ﷺ کا اخلاق ہی منشائے قرآن کے عین مطابق ہے۔

ازحضرت واصف علی واصف رحمتہ اللہ علیہ (ذکرِ حبیب ﷺ/صفحہ: 86،87)

★★★

دُرُودِ تاج بزبان عاشقِ مُصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(انتہائی محبت بھرا انداز)

ایک عاشقِ مُصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ

"تم عشق میں بڑی آہیں بھرتے ہو، حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا نام سن کر تمہارے چہرے پر رونق آ جاتی ہے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سن کر تمہارا چہرہ کھل اٹھتا ہے اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد

پوچھا ذرا یہ تو بتا کہ "جن سے تم محبت کرتے ہو وہ ہیں کیسے؟ کہنے لگا میرے محبوب کے بارے پوچھتے ہو!

صاحب التاج، والمعراج والبراق والعلم

پوچھا کرتے کیا ہے؟ کہنے لگا

دافع البلاء، والوباء، والقحط، والمرض، والالم

پوچھا آپکے محبوب کا نام کہاں ہے؟ کہنے لگا

اسمه مکتوب، مرفوع، مشفوع، منقوش، فی اللوح والقلم

پوچھا وہ کہاں کے سردار ہیں؟ کہنے لگا

سید العرب والعجم

پوچھا انکا جسم کیسا ہے؟ کہنے لگا

جسمه مقدس، معطر، منور، فی البیت والحرم

پوچھا جسم ایسا پیارا تو چہرہ کیسا ہے؟ کہنے لگا

شمس الضحیٰ، بدر الدجیٰ، صدر العلیٰ،

نور الھدیٰ، کھف الوریٰ، مصباح الظلم

پوچھا عادتیں کیسی ہیں؟ کہنے لگا جمیل الشیم

پوچھا وہ کرتے کیا ہیں؟ کہنے لگا شفیع الامم

پوچھا انکے پاس ہے کیا، وہ دیتے کیا ہیں؟ کہنے لگا صاحب الجود و الکرم

پوچھا کہ اتنی شان والے، اتنی عظمت والے، انکی حفاظت کون کرتا ہے؟ کہنے لگا

واللہ عاصمہ

پوچھا انکے خادم کون ہیں؟ کہنے لگا جبریل خادمہ

پوچھا انکی سواری کون سی ہے؟ کہنے لگا البراق مرکبہ

پوچھا وہ سفر کہاں کا کرتے ہیں؟ کہنے لگا المعراج سفرہ

پوچھا کہاں تک کا سفر کرتے ہیں؟ کہنے لگا

فوق سدرۃ المنتہٰی مقامہ و قاب قوسین مطلوبہ

والمطلوب مقصودہ و المقصود موجودہ

پوچھا وہ کہاں کے سردار ہیں کن کے سردار ہیں؟ کہنے لگا

سید المرسلین، خاتم النبیین، شفیع المذنبین،

انیس الغریبین، رحمۃ اللعلمین، راحۃ العاشقین، مراد

المشتاقین، شمس العارفین، سراج السالکین، مصباح

المقربین

پوچھا مالداروں اور امیروں سے ہی محبت کرتے ہیں یا غریبوں کا بھی خیال کرتے ہیں؟ عاشق کہتا ہے کیسی بات کرتے ہو میرا محبوب تو

محب الفقراء والغرباء والمساکین،

سید الثقلین، نبی الحرمین، امام القبلتین

پوچھا ان سے تمہیں کیا ملے گا؟ کہنے لگا

وسیلتنا فی الدارین، صاحب قاب قوسین

پوچھا یہ دنیا والے ہی محبت کرتے ہیں یا کوئی اور بھی؟ کہنے لگا

محبوب رب المشرقین والمغربین

پوچھا انکی اولاد کیسی ہے؟ کہنے لگا

جد الحسن والحسین، مولانا و مولی الثقلین

پوچھا کہ واہ اتنی عظمتوں والا تیرا محبوب، انکا نام تو بتا دو؟ کہنے لگا

ابی القاسم سیدنا و مولانا محمد ابن عبد اللہ

نور من نور اللہ　　　　یا ایھا المشتاقون بنور جمالہ

اے عاشقوں انکے نور جمال میں گم ہو جاؤ، جسے دیکھتے ہی حسان بن ثابت بول اٹھے

{واحسن منك لم ترقط عینی　　واجمل منك لم تلد النساء

خلقت مبرء من کل عیب　　کانك قد خلقت کما تشاء}

صلو علیه و آله وسلموا تسلیما

الصلوۃ والسلام علیك یا سیدی یا رسول اللہ

وعلی الك والصحبك یا سیدی یا حبیب اللہ

* کاہلی اور مایوسی کا علاج۔۔۔استغفار

ڈاکٹر عمر عبدالکافی نے بتایا کہ ایک دن وہ ایک مسجد میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ نماز کے بعد ایک آدمی میرے پاس آیا جس کے لمبے لمبے بالوں اور لمبی داڑھی تھی، اسنے بتایا کہ " اسے اپنے بارے میں بالکل بھی پرواہ نہیں ہے مزید یہ کہ میں بہت سست ہوں، میں بہت زیادہ سوتا ہوں یوں سمجھیں کہ مشکل سے جاگتا ہوں اور صرف کھانے کے لئے جاگتا ہوں اور دوبارہ سو جاتا ہوں۔ میں اپنے کام، اپنے مستقبل، اور ہر چیز کو نظر انداز کرتا ہوں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میرے بچے سمجھتے ہیں کہ میں ایک عجیب شخص اور بہت بورنگ ہوں۔ مجھ میں جوش کی کمی ہے، اور مجھے ہمیشہ مایوسی ہوتی ہے۔ مجھے کیا کرنا چاہیئے براہ کرم میری مدد کریں۔"

ڈاکٹر عمر نے کہا کہ میں نے اسے ایک دن میں کم از کم 100 مرتبہ"استغفر اللہ" پڑھنے اور اللہ تعالی سے معافی مانگنے کا کہا اور ایک ہفتہ کے بعد واپس آنے اور اس عمل کا نتیجہ بتانے کے لئے کہا۔

اس شخص نے کہا: "میں نے عرض کیا کہ" میں سست و کاہل آدمی ہوں، دن میں 15 گھنٹے سے زیادہ سوتا ہوں، اپنے بچوں اور اپنے کاموں کو نظر انداز کر رہا ہوں اور آپ مجھے اللہ سے معافی مانگنے کا کہہ رہے ہیں؟"

میں نے کہا: " بیٹا: ہم گوشت اور خون ہیں۔ ہم انسان اپنے پروردگار کی نافرمانی کرنے اور گناہ کرنے کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یہ گناہ ہمارے جسموں پر بھاری

ہو جاتے ہیں اور ہمیں سست بناتے ہیں۔ وہ ہمارے جوش وجذبے کو کم کرتے ہیں، اور ہمیں سستی اور سختی کا درس دیتے ہیں۔ میرے مشورے پر عمل کرو، ان شاء اللہ اسکے نتیجے پر آپ خود حیران رہ جائیں گے۔"

6 دن کے بعد وہ شخص میرے پاس آیا اور کہا "میں آپ کا ہاتھ چومنا چاہتا ہوں"۔

اب میں روزانہ 100 بار، 400 بار یا 1000 بار استغفار کرتا ہوں۔ اللہ تعالی نے میرے دل میں سرگرمی اور الہام پیدا کر دیا ہے۔ اب میں 7 گھنٹے سے بھی کم سوتا ہوں اور یہ سونا بھی میرے لئے کافی ہے۔

میں اپنے کام کی جگہ، ہر سرگرمی میں خود کو شامل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میں نے ایک نئی شراکت داری پر اتفاق کیا ہے اور میں نے 4 دن سے بھی کم عرصے میں معاہدہ کر لیا ہے۔ ان دنوں میں کبھی بھی اپنی دعاؤں سے محروم نہیں ہوں، اور میں اپنے بچوں کے ساتھ بہت قریب ہو گیا ہوں۔ استغفار میرے لئے ایک محرک دواؤں جیسے انرجی ڈرنک یا بجلی کے چارج کی طرح بن گیا ہے۔"

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ہی نشست کے دوران 70 سے زیادہ مرتبہ "استغفر اللہ" کا ورد فرماتے تھے۔

استغفار ایسے ہاتھ کی طرح ہے جو انسان کو آگے بڑھاتا ہے۔ یہ ہمارے پروردگار کی طرف سے ایک طاقت ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے چھتری ہمیں سورج اور بارش سے بچاتی ہے استغفار اس ہاتھ کی طرح ہے جو ہماری راہ میں آنے والی کسی بھی مشکل سے ہماری حفاظت کرتا ہے۔ اپنی زندگی کی کسی بھی ناکامی، یا جب آپ کو تکلیف ہو، یا مایوسی یا بیماری میں مبتلا ہو یا کسی پریشانی کے لئے استغفار کا استعمال کریں ☆☆☆

عربی، عربی دانی اور... قرآن فہمی

(لمز یونیورسٹی لاھور میں طلبا سے عظیم واصفی دانشور ڈاکٹر اظہر وحید کی گفتگو)

* تمنا مختصر ہوتی ہے۔ مدعائے کلام یہاں چند فکری اشکال کا رفع کرنا ہے۔ ہمارے ہاں یہ فکر رواج پا گیا ہے اور اس فکر کی بھرپور اشاعت بھی کی جاتی ہے کہ جب تک ترجمہ نہیں پڑھو گے، قرآن پڑھنے کا کیا فائدہ؟ یہ تو طوطے کی طرح رٹا ہو جاتا ہے، خالی تلاوت کس کام کی جب تک یہ معلوم نہ پڑے کہ کہا کیا جا رہا ہے؟

اس فکر کی وکالت میں یہ مثالیں دی جاتی ہیں کہ خالی ''ڈسپرین ڈسپرین'' کہنے سے بخار نہیں اترتا' اور یہ کہ ڈسپرین کا تعویز باندھ لینے سے شفا نہیں ہوتی، بلکہ ڈسپرین کھانے سے کام بنتا ہے، اور پھر یہ مثال پیش کرنے میں بھی ہمارے شعلہ بیان مقرر پیش پیش ہیں کہ ایک بڑھیا کو اس کا بیٹا شہر سے خط بھیجتا تھا اور وہ اُسے چوم چوم کر آنکھوں سے لگا کر طاق میں رکھ دیا کرتی اور اسی طرح کسمپرسی میں بڑھیا مرگئی، بعد میں راز کھلا کہ اس خط میں اُس کا بیٹا چیک بھیجتا تھا اگر وہ عقیدت کا مظاہرہ کرنے کی بجائے پڑھ لیتی تو غربت میں مرنے سے بچ جاتی... یا شاید مرنے ہی سے بچ جاتی!! بہرطور اِس قبیل کی تمام مثالیں کم آگہی کی دلیل ہیں۔ لوگ قران کے الفاظ کی تاثیر سے غفلت میں ہیں، وہ اِسے شائد عام مخلوق کا حادث کلام سمجھتے ہیں، جس کا مقصد پیغام رسانی کے علاوہ کچھ نہیں!

بندہ خدا! خدا کا کلام حادث نہیں قدیم ہے۔ حادث انسان اشیا کو دیکھ کر اُن کے نام رکھتا ہے یعنی انسان سے پہلے اشیا موجود ہیں وہ اشیا کی غیر موجودگی میں اُن کے

بارے میں جب کلام کرنا چاہتا ہے تو اس مقصد کیلئے لفظ اور آواز ایجاد کرتا ہے۔ اللہ مالک الملک ہر شئے سے پہلے ہے، کوئی چیز اس کیلئے غیر موجود نہیں۔ وہ کُن سے پہلے کلام کرتا ہے، وہ لفظِ کُن پہلے کہتا ہے اور اشیا بعد میں ظہور پذیر ہوتی ہیں۔ عالم اَمر میں لفظ پہلے ہے اور اشیا بعد میں، جبکہ مخلوق کیلئے اشیا پہلے ہیں اور لفظ بعد میں۔ اللہ کے کلام میں "خالی الفاظ" بھی بہت بڑا خزانہ ہیں۔

ڈسپرین کا تعویز باندھنے سے سر درد ختم نہیں ہوتا، لیکن "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کا تعویز ٹوپی میں رکھنے سے سر درد ضرور ختم ہو جاتا ہے، "**قلنا یانار کونی برداً وسلاما**" صرف پڑھنے سے بخار اُتر سکتا ہے، سورۃ الرحمٰن کی "خالی تلاوت" سننے سے ڈیپریشن سے لے کر کینسر تک امراض سے شفا حاصل کی جارہی ہے، اور یہ کام پڑھے لکھے کوالیفائیڈ ڈاکٹر لوگ اپنے ہسپتالوں میں بشمول سرکاری ہسپتالوں میں کر رہے ہیں۔

سورۃ الرحمٰن سے شفا تھراپی محض self suggestion یا placebo effect نہیں ہے، بلکہ شماریاتی اعتبار سے قابلِ اعتبار حقیقت statistically significant phenomenon ہے۔

مرشدی حضرت واصف علی واصف علیہ الرحمہ فرمایا کرتے کہ

"بے علمی، بد علمی سے بدرجہا بہتر ہے"۔

ایک شخص ترجمے کی بابت بے علم ہے، وہ محض شوق سے تلاوت کیے جارہا ہے بغیر کسی سمجھ کے ... تو عزیزانِ من! یقین جانیے اس کے دل کی آنکھ کھلنا شروع ہو جائے گی اور عین ممکن ہے کچھ عرصہ بعد وہ بغیر کسی اضافی اور نصابی کتب کے، حق اور باطل میں

فرق کرنے کا ایک فرقان حاصل کر لے۔

روشنی تو اندر ہوتی ہے، بالآخر دریافت تو اسی کی درکار ہے۔ کلامِ الٰہی سے عقیدت اس کی تفہیم میں رکاوٹ نہیں بلکہ عقیدت اور محبت تفہیم دین میں معاون ثابت ہوتی ہے کیونکہ محبت کے زیرِ اثر عقل کے ساتھ ساتھ قلب کی قوتیں بھی خوب متحرک ہو جاتی ہیں۔ قرآن ایک جامع پیغام ہے یہ صرف اجسام کی دنیا ہی سدھارنے کیلئے نازل نہیں ہوا' بلکہ دل کی دنیا آباد کرنے کیلئے بھی آیا ہے۔ جسم، روح اور نفس تینوں کیلئے مکمل سامانِ حیات و ہدایت ہے... قرآن!!

قرآن پڑھنے سے زیادہ سننے سے تعلق رکھتا ہے۔ حکم باری ہے کہ

''قرآن کی تلاوت ہو رہی ہو تو خاموشی سے اسے سنو تا کہ تم پر رحم کیا جائے''۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کہ

''دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے' جس طرح لوہے کو زنگ لگتا ہے' اور اس زنگ کو دور کرنے کا طریقہ قرآن کی تلاوت ہے''۔

گویا قرآن کی تلاوت اور سماعت قلوب کو صیقل کرتی ہے۔ قلب صیقل ہو جائے تو آئینہ ہے... اور آئینے میں ہر چیز عیاں ہو جاتی ہے کچھ کہنے سننے کی ضرورت کہاں باقی رہ جاتی ہے... کسی تشریح اور تفسیر کی چنداں ضرورت نہیں رہتی۔ شنیدہ کہ بود مانندِ دیدہ...... کہا جاتا ہے کہ سنا ہوا دیکھے ہوئے کے برابر نہیں ہو سکتا۔ دیکھنے کا تعلق آنکھ سے ہے...... اور آنکھ میں بینائی کا تعلق نور سے!! صرف چشم دید گواہی ہی قابلِ اعتبار ہوتی ہے۔... **قد جائکم من اللہ نور و کتاب مبین!!**

صورت، سورت سجھا دے گی۔ باطن سے چلنے والا پیغام باطن ہی میں پہنچ کر کما حقہ

سمجھ میں آئے گا۔ باطن کی دنیا میں پہنچ کر......بحث وتمحیص ایک دم ختم شد......بس، مشاہدہ ہےاور حیرت ہے... اور پھر عکس در عکس کی طرح ... حیرت در حیرت!!
آئینہ اور حیرت......ہم معنی ہیں!!

عزیزانِ من! تحریر شدہ قرآن کریم جسے مصحف کہا جاتا ہے' تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل ہے۔اس کی تلاوت سے ہم غفلت کا شکار ہیں، حالانکہ روزانہ کی بنیاد پر تلاوت ہماری صبح کا معمول ہونا چاہیے، اس کی تلاوت ہمارے دل کے قفل بھی کھولے گی اور خفتہ روحانیت کو بیدار بھی کرے گی۔ یہ کلام' کلامِ الٰہی ہے... اور ہم بخوبی جانتے ہیں کہ خالقِ کائنات کا ایک حرفِ ''کُن ''پوری کائنات تخلیق کر سکتا ہے۔ کلامِ الٰہی کا کوئی بھی لفظ ہماری باطنی کائنات کو غیب سے شہود میں لانے کا باعث بن سکتا ہے۔قرآن اَزل سے اَبد تک محیط حقیقت ہے۔ پس' اپنی تقدیر کے حرفِ کُن تک پہنچنے کیلئے ہمیں بار بار قرآن کی تلاوت کرنا ہوگی۔ ہر نماز کے بعد اگر صرف ایک رکوع کی تلاوت کر لی جائے تو ایک دن میں ایک سیپارے کا ربع یا ثلث مکمل ہو جاتا ہے اور یوں تین سے چار دن میں ایک سیپارہ اور تین سے چار ماہ میں قرآن کریم کی تلاوت مکمل ہو سکتی ہے۔قرآن کے سبب نماز کی باقاعدگی بھی میسر آئے گی۔مصحف کے ایک صفحے یا رکوع کی تلاوت میں بس پانچ سے دس منٹ لگتے ہیں۔تلاوت اس طرح کرنی چاہیے کہ ہماری آواز ہمارے اپنے کان ضرور سن پائیں۔تلاوت کا صوتی حسن ہمارے باطن کو حسیں تر کرتا ہے۔قرآنی الفاظ کا صوتی آہنگ sonic rythm ہمارے بکھری ہوئی سوچوں اور وجود کی بے ربط لرزشوں کو یکسو کرتا ہے ... بیمار روح کو شفایاب کرتا ہے۔قرآن ظاہر و باطن میں شفا ہے۔شہد کی طرح قرآن

بھی ''شفاء اللناس'' ہے۔

لفظ شعور کی سواری ہے... شعور لفظوں کے پَر لگا کر پرواز کرتا ہے۔ ذرا ایک لمحے کیلئے اس براق صفت لفظ کا تصور کریں جو ہمارے لیے خالقِ کائنات تلاوت کیلئے مقرر فرمادے۔ قرآن کے الفاظ ہمارے شعور کو برق رفتار کرتے ہیں ... خود کو روشن کرنے کا یہ ایک ایسا خزینہ ہے جس سے ہم غفلت کے اندھیرے میں ہیں۔

بات ترجمے کی نہیں، بات معانی کی ہے ... اور معانی کی تنزیل قلب پر ہوتی ہے۔ قلب جائے محبت ہے، اور ادب محبت کا پہلا قرینہ ہے۔ جب تک دل میں ادب جاگزیں نہ ہو، ترجمۂ قرآن سے تفہیمِ قرآن ممکن نہیں۔

مرشدی حضرت واصف علی واصف علیہ الرحمہ فرمایا کرتے کہ

''جب قرآن پڑھو تو یہ سمجھو کہ قرآن بھی موجود ہے، جس ذات نے قرآن نازل کیا، وہ ذات بھی موجود ... اور جس ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قرآن نازل ہوا، وہ بھی موجود... اب وہ ذات اپنے اُمتی پر جس آیت کی تفہیم جب چاہے آشکار کردے''!!

☆☆☆

حضورغوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضورغوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کو محی الدین، محبوبِ سبحانی، غوث الثقلین اورغوث الاعظم و پیران پیر دستگیر کے القابات سے بھی جانا جاتا ہے۔ آپ علیہ الرحمہ سُنّی حنبلی طریقہ کے نہایت اہم صوفی شیخ اورسلسلہ قادریہ کے بانی ہیں۔

[redacted]

آپ علیہ الرحمہ کی پیدائش شب اول رمضان 470 ھ بمطابق 17 مارچ، 1078 عیسوی میں جیلان بغداد کے جنوب میں 40 کیلومیٹر کے فاصلے پر واقع عراقی تاریخی شہر مدائن کے قریبی شہر مغربی گیلان میں واقع ہے، پیدا ہوئے۔
شیخ عبدالقادر جیلانی کا تعلق جنید بغدادی کے روحانی سلسلے سے ملتا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمات وافکار کی وجہ سے شیخ عبدالقادر جیلانی کو مسلم دنیا میں غوثِ الاعظم دستگیر کا خطاب دیا گیا ہے

[redacted]

آپ کا شجرہ سید ابوصالح موسی جنگی دوست بن عبداللہ الجیلی بن سید یحییٰ زاہد بن سید محمد مورث بن سید داؤد بن سید موسی ثانی بن سید موسی الجون بن سید عبداللہ ثانی بن سید عبداللہ المحض بن سید حسن المثنیٰ بن سیدنا امام حسن بن سیدنا علی کرم اللہ وجہ سے ملتا ہے۔

اکابرینِ اسلام کی عبدالقادر جیلانی کے بارے پیشین گوئی

1۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کی ولادت سے چھ سال قبل حضرت شیخ ابو احمد عبداللہ بن علی بن موسیٰ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ عنقریب ایک ایسی ہستی آنے والی ہے جس کا فرمان ہوگا کہ

میرا قدم تمام اولیاءاللہ کی گردن پر ہے

2۔ حضرت شیخ عقیل سنجی سے پوچھا گیا کہ اس زمانے کے قطب کون ہیں؟

فرمایا، اس زمانے کا قطب مدینہ منورہ میں پوشیدہ ہے۔ سوائے اولیاءاللہ کے اُسے کوئی نہیں جانتا۔ پھر عراق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس طرف سے ایک عجمی نوجوان ظاہر ہوگا۔ وہ بغداد میں وعظ کرے گا۔ اس کی کرامتوں کو ہر خاص و عام جان لے گا اور وہ فرمائے گا کہ **"میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے"**

سالک السالکین میں ہے کہ جب عبدالقادر جیلانی کو مرتبۂ غوثیت و مقام محبوبیت سے نوازا گیا تو ایک دن جمعہ کی نماز میں خطبہ دیتے وقت اچانک آپ پر استغراقی کیفیت طاری ہوگئی اور اسی وقت زبانِ فیض سے یہ کلمات جاری ہوئے؛

"میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے"

معاً منادیءغیب نے تمام عالم میں ندا کر دی کہ جمیع اولیاءاللہ اطاعتِ غوثِ پاک کریں۔ یہ سنتے ہی جملہ اولیاءاللہ جو زندہ تھے یا پردہ کر چکے تھے سب نے گردنیں جھکا دیں۔ (تلخیص بہجتہ الاسرار)

[redacted]

تمام علما و اولیاء اس بات پر متفق ہیں کہ سیدنا عبدالقادر جیلانی مادرزاد یعنی پیدائشی ولی ہیں۔ آپ کی یہ کرامت بہت مشہور ہے کہ آپ ماہِ رمضان المبارک میں طلوعِ فجر

سے غروبِ آفتاب تک کبھی بھی دودھ نہیں پیتے تھے اور یہ بات گیلان میں بہت مشہور تھی

کہ سادات کے گھرانے میں ایک بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان میں دن بھر دودھ نہیں پیتا۔

کھیل کود سے لاتعلقی

بچپن میں عام طور سے بچے کھیل کود کے شوقین ہوتے ہیں لیکن آپ بچپن ہی سے لہو و لہب سے دور رہے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ

"جب بھی میں بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو میں سنتا تھا کہ کوئی کہنے والا مجھ سے کہتا تھا اے برکت والے، میری طرف آجا"۔

[redacted]

ایک مرتبہ بعض لوگوں نے سید عبدالقادر جیلانی سے پوچھا کہ آپ کو ولایت کا علم کب ہوا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ دس برس کی عمر میں جب میں مکتب میں پڑھنے کے لیے جاتا تو ایک غیبی آواز آیا کرتی تھی جس کو تمام اہلِ مکتب بھی سُنا کرتے تھے کہ

"اللہ کے ولی کے لیے جگہ کشادہ کردو"

پرورش و تحصیلِ علم

آپ کے والد کے انتقال کے بعد، آپ کی پرورش آپ کی والدہ اور آپ کے نانا نے کی۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کا شجرہ ءنسب والد کی طرف سے حضرت امام حسن اور والدہ کی طرف سے حضرت امام حسین سے ملتا ہے اور یوں آپ کا شجرہ ءنسب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ اٹھارہ (18) سال کی عمر میں شیخ عبدالقادر جیلانی

تحصیلِ علم کے لیے بغداد (1095ء) تشریف لے گئے۔ جہاں آپ کو فقہ کے علم میں حضرت ابو سعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ، علم حدیث میں ابوبکر بن مظفر اور تفسیر کے لیے ابو محمد جعفر جیسے اساتذہ میسر آئے۔

[redacted]

تحصیلِ علم کے بعد شیخ عبدالقادر جیلانی نے بغداد شہر کو چھوڑا اور عراق کے صحراؤں اور جنگلوں میں 25 سال تک سخت عبادت وریاضت کی۔

1127ء میں آپ نے دوبارہ بغداد میں سکونت اختیار کی اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ جلد ہی آپ کی شہرت و نیک نامی بغداد اور پھر دور دور تک پھیل گئی۔ 40 سال تک آپ نے اسلام کی تبلیغی سرگرمیوں میں بھر پور حصہ لیا نیتجتاً ہزاروں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اس سلسلہ تبلیغ کو مزید وسیع کرنے کے لیے دور دراز وفود کو بھیجنے کا سلسلہ شروع کیا۔ خود شیخ عبدالقادر جیلانی نے تبلیغِ اسلام کے لیے دوردراز کے سفر کیے اور برِصغیر تک تشریف لائے اور ملتان (پاکستان) میں بھی قیام پزیر ہوئے

[redacted]

جسم نحیف قد متوسط، رنگ گندمی، آواز بلند، سینہ کشادہ، داڑھی لمبی چوڑی، چہرہ خوبصورت، سر بڑا، بھنوئیں ملی ہوئی۔

[redacted]

شیخ عبدالقادر نے مختلف اوقات مین چار شادیاں کیں جبکہ ازدواجی زندگی کا آغاز 50 برس کی عمر سے کیا۔ ان کے نام یہ ہیں

1 – سیدہ بی بی مدینہ بنت سید میر محمد

2- سیدہ بی بی صادقہ بنت سید محمد شفیع

3- سیدہ بی بی مومنہ

4- سیدہ بی بی صادقہ

[redacted]

آپ علیہ الرحمہ کثیر الاولاد تھے آپکی سوانح حیات سے چند کے نام یہ ہیں

1- شیخ سیف الدین عبدالوہاب

2- شیخ تاج الدین عبدالرزاق

3- شیخ شرف الدین عیسیٰ

4؛ شیخ ابواسحاق ابراہیم

5- شیخ ابوبکر عبدالعزیز

6- شیخ ابوزکریا یحیٰ

7- شیخ عبدالجبار

8- شیخ ابونصر موسیٰ

9- شیخ ابوالفضل محمد

10- شیخ عبداللہ و دیگر

شجرہ بیعت خلافت

آپ رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ قادریہ کے بانی ہیں . اس سلسلے کے پیروکار پاکستان، بھارت، بنگلہ دیش، ترکی، بلقان کے علاوہ مشرقی اور مغربی افریقا میں بھی بڑی تعداد میں موجود ہیں علاوہ ازیں آپ رحمتہ اللہ علیہ کے

پیروکار دنیا بھر میں موجود ہیں

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا شجرہ بیعت وخلافت کچھ یوں ہے

حض وت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت علی رضا رضی اللہ تعالی عنہ

حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابوالفضل عبدالواحد تمیمی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت شیخ محمد یوسف ابوالفرح طرطوسی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت مخزوم شیخ ابوالحسن ہنکاری رحمتہ اللہ علیہ

حضرت ابوسعید مبارک مخزومی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

[redacted]

غوثِ الاعظم، پیرانِ پیر دستگیر، محی الدین، شیخ الشیوخ، سلطان الاولیاء، سردارِ اولیاء، قطب ربانی، محبوبِ سبحانی، قندیلِ لامکانی، میر محی الدین، امام الاولیاء، السید السند، قطب اوحد، شیخ الاسلام، زعیم العلماء، سلطان الاولیاء، قطب بغداد، بازِ اشہب، ابوصالح، حسنی اَباً، حسینی اُماً۔۔۔۔

[redacted]

کرامت غوث الاعظم رحمتہ اللہ علیہ بہت زیادہ ہیں اور علماء انکا ذکر تحریرا" وتقریرا" کرتے آئے ہیں اور تا قیامت وبعد از کرتے رہیں گے

مردوں کو زندہ کرنا، چور کو قطب بنانا، ڈاکوؤں کا آپکے دست حق پر توبہ کرنا وغیرہا آپکی مشہور ترین کرامات ہیں یہاں صرف حصول برکت کیلئے دو کرامات درج کی جارہی ہیں

1-ولایت سلب کرلی

ایک دن حضرت غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ مجمع سے خطاب فرمارہے تھے آپ کی محفل میں عراق کے تقریباً سب اولیاء موجود تھے۔

آپ پر یکا یک حالت کشف طاری ہوئی اور آپ نے ارشاد فرمایا

"میرا یہ قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے"

یہ اعلان سنتے ہی سب مشائخ نے اپنی گردنیں خم کردیں کامل شیخ علی بن ابونصر البیہقی بھی موجود تھے آپ دوڑ کر آگے بڑھے اور سرکار کا پاؤں مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا۔

کرہ عرض پر جہاں جہاں کوئی قطب ابدال یا ولی تھا سب نے حکم الہی سے غائبانہ طور پر یہ آواز سنی اور اپنی گردن جھکا لی ۔حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمتہ اللہ علیہ خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدے میں مصروف تھے آپ نے بھی یہ آواز سنی اور اپنی گردن اتنی جھکائی کہ سرزمین کو چھونے لگا روایت میں ہے کہ غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

" معین الدین گردن جھکانے میں بازی لے گیا۔ "

اصفہان کے ایک ولی شیخ صنعان علم ومعرفت کے بہتے سمندر تھے آپ سے کئی کرامات سرزد ہوئی تھیں آپ نے بھی یہ آواز سنی لیکن غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ پہچاننے میں ٹھوکر کھا گئے اور گردن جھکانے سے اعتراض کیا۔آپ کو اسی وقت محسوس ہوا کہ آپ کی ولایت اور سب قوتیں سلب ہوگئی ہیں دامن خالی ہوگیا ہے تو پریشانی نے پاؤں پکڑے سارا ماجرا سمجھ آ گیا جہاں تھے وہیں سے بغداد کی طرف دوڑ پڑے اور کئی دن کا سفر کر کے آپ کے آستانے پر پہنچے وعظ جاری تھا وعظ کے ختم ہوتے ہی آپ صفیں چیرتے ہوئے منبر تک پہنچے اور آپ کے قدم سے لپٹ گئے۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے تھپکی دی اور پوچھا کون ہو کہاں سے آئے ہو۔

بولے یا حضرت میں شیخ صنعان ہوں اصفہان سے آیا ہوں۔

صنعان یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے تم نے۔

شیخ صنعان نے روتے ہوئے سارا ماجرا بیان کیا اور معافی کے خواستگار ہوئے۔

آپ نے انہیں گلے لگا لیا گلے ملتے ہی شیخ صنعان کے سلب شدہ سب درجات و حالات واپس آ گئے بلکہ اضافہ بھی ہوا۔

آپ کی زبان سے نکلا ہوا یہ لفظ حکم الٰہی تھا.

2- دستگیری فرمانا

ایک روز سرکار غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ خطاب فرما رہے تھے کہ اچانک آپ نے اپنی آستین چادر مبارک میں ڈالی اور جب واپس نکالی تو پوری آستین گیلی تھی اس میں سے پانی ٹپک رہا تھا لیکن آپ کے جلال کی وجہ سے کسی کو جرأت نہ ہوئی کچھ پوچھنے کی کچھ دنوں کے بعد ایک قافلہ بغداد پہنچا جو سمندر کے راستے کشتی کے زریعے آ رہا تھا اس قافلے کے لوگوں نے ایک عجیب واقعہ بتایا کہ زور کا طوفان آیا اور ہماری کشتی ڈوبنے لگی ایک شخص نے بے اختیار پکارا

"یا عبدالقادر جیلانی المدد"

ہم نے دیکھا کہ ایک ہاتھ اچانک کہیں سے آیا اور ہماری کشتی کو پکڑ کر کنارے تک با حفاظت پہنچا دیا۔اس قافلے سے اس واقعے کا دن اور وقت پوچھا گیا تو یہ وہی دن اور وقت تھا جب خطاب کے دوران آپ نے اپنی آستین چادر میں ڈالی اور گیلی آستین واپس نکالی تھی

علمی خدمات

شیخ عبدالقادر جیلانی نے طالبینِ حق کے لیے مسلسل وعظ ونصائح کرنیکے ساتھ گرانقدر کتابیں بھی تحریر کیں، ان میں سے کچھ کے نام درج ذیل ہیں:

الفتح الربانی والفیض الرحمانی، غنیتہ الطالبین، ملفوظات، فتوح الغیب، جلاء الخاطر، وردالشیخ عبدالقادر الجیلانی، بہجتہ الاسرار، الحدیقہ المصطفویہ، الرسال الغوثیہ، آدابِ سلوک والتوصل الی منازلِ سلوک، جغرافیہ الباز الاشہب

فرمودات غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

*اے انسان، اگر تجھے مہد سے لے کر لحد تک کی زندگی دی جائے اور تجھ سے کہا جائے کہ اپنی محنت، عبادت و ریاضت سے اس دل میں اللہ کا نام بسا لے تو ربِ تعالیٰ کی عزت و جلال کی قسم یہ ممکن نہیں، اُس وقت تک کہ جب تک تجھے اللہ کے کسی کامل بندے کی نسبت و صحبت میسر نہ آجائے۔

*اہلِ دل کی صحبت اختیار کرتا کہ تو بھی صاحبِ دل ہو جائے۔

*میرا مرید وہ ہے جو اللہ کا ذاکر ہے اور ذاکر میں اُس کو مانتا ہوں، جس کا دل اللہ کا ذکر کرے۔

سیدنا غوثِ الاعظم کا وصال و مزارِ اقدس

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 11 ربیع الثانی 561 ھ میں ہوا آپ کا مزارِ پر انوار بغداد شریف (عراق) میں ہے

☆☆☆

شریعت و طریقت

(اعلیحضرت، مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ کی تعلیمات کی روشنی میں)

طریقت شریعت کا ایک حصہ ہے، جو شریعت کی اہمیت وفضیلت کا انکاری ہے یا شریعت کو کمتر و حقیر سمجھے وہ گمراہ ہے۔

"طریقت دراصل شریعت ہی کی اتباع کا نام ہے"

امام اہل السنۃ مولانا شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"طریق، طریقہ، طریقت" راہ" کو کہتے ہیں نہ کہ پہنچ جانے کو تو یقیناً طریقت بھی راہ ہی کا نام ہے اب اگر وہ شریعت سے جدا ہو تو بشہادت قرآن مجید خدا تک نہ پہنچائے گی، بلکہ شیطان تک، جنت میں نہ لے جائے گی بلکہ جہنم میں کہ شریعت کے سوا سب راہوں کو قرآن مجید باطل و مردود فرما چکا۔ لاجرم ضرور ہوا کہ طریقت ہی شریعت ہے کہ اسی راہ روشن کا ٹکڑا ہے اس کا اس سے جدا ہونا محال و ناسزا ہے جو اسے شریعت سے جدا جانتا ہے اسے راہ خدا سے توڑ کر راہ ابلیس مانتا ہے مگر حاشا طریقت حقہ راہ ابلیس نہیں قطعاً راہ خدا ہے تو یقیناً وہ شریعت مطہرہ ہی کا ٹکڑا ہے۔

طریقت میں جو کچھ منکشف ہوتا ہے شریعت ہی کے اتباع کا صدقہ ہے ورنہ بے اتباع شرع بڑے بڑے کشف راہبوں، جوگیوں، سنیاسیوں کو ہوتے ہیں، پھر وہ کہاں تک لے جاتے ہیں اسی نار جحیم و عذاب الیم تک پہنچاتے ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ 21:524 رضا فاؤنڈیشن لاہور)

☆☆☆

اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید

جس وقت حضرت بابا فرید گنج شکر کا وصال ہوا_ حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ پاکپتن شریف میں موجود نہ تھے۔جس وقت ان کی پاکپتن شریف آمد ہوئی اور روضہ بابا فرید کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔

حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے سرکارِ مدینہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ہمراہ چاروں یاروں کے اور حضرت عثمان ہارونی، حضرت معین الدین اجمیری، خواجہ

قطب الدین بختیار کا کی کے ٹھیک اسی مقام پر دیکھا جہاں اس وقت بہشتی دروازہ ہے۔ بقول حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ محبوب الٰہی ، سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (مَن دَخَلَ ھذا البابَ اٰمَنَ) جو کوئی اس دروازہ سے گزرے گا امن پائے گا

اس موقعہ پر حضرت نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ محبوب الٰہی یہ نظارہ دیکھ کر وجد میں آ گئے اور آپ نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مار کر فرمایا..

''اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید''

اس وقت سے لے کر آج تک یہی نعرہ سلسلہء چشتیہ میں رائج ہے.

''اللہ محمد چار یار حاجی خواجہ قطب فرید''

حق فرید یا فرید۔۔حق فرید یا فرید

☆☆☆

ادب

حضرت سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ ہمیشہ گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے پیرومرشد کی درگاہ میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور آپ کے مُرید حضرت شمس الدین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ گھوڑے کی لگام پکڑ کر آگے آگے چلا کرتے ایک دن دورانِ سفر آپ کی نظر اچانک شمس الدین صاحب کے ننگے پاوں پر پڑی دیکھا پاؤں سے خون بہہ رہا ہے. آپ نے درگاہ پہنچ کر اپنے جوتے عطا فرمائے اور فرمایا پہن لیں۔ واپسی پر حسبِ

معمول گھوڑے کی لگام پکڑے جارہے ہیں. مرشدِ عالی کی نگاہ پاک اٹھی دیکھا شمس الدین تو ننگے پاؤں جارہا ہے

خواجہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جوتے کدھر ہیں کیوں نہیں پہنے ,دست بستہ عرض گزار ہوئے حضور نے مجھے جو تاج بخشا وہ میں نے سر پر باندھ لیا

مرشد پاک نے فرمایا گھوڑا روکو! آپ نے روک لیا۔

مرشد عالی مقام نے اتر کر شمس الدین صاحب رحم؟ اللہ علیہ کو گلے لگایا اور فرمایا لوگ علم و عمل کی وجہ سے عارف ہوتے ہیں مگر تم ادب کی وجہ شمس العارفین ہو گے۔

ادب کا یہ صلہ ملا کہ آج آپ کو دُنیا شمس العارفین رحمتہ اللہ علیہ کے نام سے ہی یاد کرتی ہے

جیسا کہ واصف علی واصف علیہ الرحمہ کا فرمان ہے

"ادب اُس مقام تک لے جاتا ہے جس سے علم بھی لاعلم ہوتا ہے"

☆☆☆

کُتّوں کی دُعا

یادداشت از حفیظ جالندھری مرحوم (خالق قومی ترانہ)

پاک سرزمین شاد باد پاکستانی قومی ترانے اور ''شاہ نامہ اسلام'' جیسی مشہور و معروف کتاب کے خالق ابوالاثر حفیظ جالندھری مرحوم اپنی آپ بیتی بیان فرماتے ہیں کہ میری عمر بارہ سال تھی۔ میرا لحن داؤدی بتایا جاتا اور نعت خوانی کی محفلوں میں بلایا جاتا

تھا۔ اس زمانے میں شعر وشاعری کے مرض نے بھی مجھے آلیا تھا۔ اسلیئے اسکول سے بھاگنے اور گھر سے اکثر غیر حاضر رہنے کی عادت بھی پڑ چکی تھی۔

میری منگنی لاھور میں میرے رشتے کی ایک خالہ کی بیٹی سے ہو چکی تھی۔ میرے خالو نے جب میری آوارگی کی داستان سُنی تو سیر وتفریح کے بہانے محترم نے جالندھر سے مجھے ساتھ لیا اور محض سیر وتفریح کا سبز باغ دکھلانے شہر گجرات کے قریب قصبہ جلال پور جٹاں میں پہنچ گئے۔ اصل سبب مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ ہونے والے خُسر اور فلحال خالُو میرے متعلق اپنے دینی مرشد سے تصدیق کرنا چاہتے تھے کہ وہ بزرگ ان کی بیٹی کی شادی مجھ ایسے آوارہ سے کر دینے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں۔

یہ پُر انوار پیر ومرشد ایک کہنہ سال بزرگ تھے۔ اُن کے اِرد گرد مؤدب بیٹھے ہوئے دوسرے شُرفا سے پہلے ہی دن میں نے انہیں نعت شریف سنا کر واہ واہ سبحان اللہ کے تحسین آمیز کلمات سُنے۔

ہر روز نمازِ عشاء کے بعد میلاد شریف کی بزم اور نعت خوانی کا اہتمام ہوتا۔ دو مہینے اسی جگہ گزرے۔ اس سال ساون سُوکھا تھا۔ بارش نہیں ہو رہی تھی لوگ بارش کے لئے میدانوں میں جا کر نمازِ استسقاء ادا کرتے تھے۔ بچّے، بوڑھے، جوان مرد وزن دعا کرتے لیکن گھنگھور گھٹا تو کیا کوئی معمولی بدلی بھی نمودار نہ ہوتی تھی۔

یہ ہے پس منظر اس واقعہ کا جسے میں عجوبہ کہتا ہوں۔ جسے بیان کر دینے کے لئے نہ جانے کیوں مجبور ہو گیا ہوں۔ پہلے یہ جان لیجئے کہ وہ محترم بزرگ کون تھے؟

مجھے یقین ہے ان کا خاندان آج بھی جلال پور جٹاں میں موجود ہے۔ ان بزرگ کا نام نامی حضرت قاضی عبدالحکیم رحمتہ اللہ علیہ تھا اَسی پچاسی برس کی عمر تھی دور دور سے لوگ

ان سے دینی اور ڈنیوی استفادہ کی غرض سے آتے تھے۔ یہ استفادہ دینی کم دنیوی زیادہ تھا۔آنیوالے اور دو تین دن بعد چلے جانے والے گویا ایک تسلسلِ امواج تھا۔ کثرت سوداگروں اور تجارت پیشہ لوگوں کی تھی۔

میری نعت خوانی کے سبب حضرت مجھے بسا اوقات اپنے مصلّے کے بہت قریب بٹھائے رکھتے تھے۔ایک دن میری طرف دیکھ کر حضرت نے کہا

''برخوردار تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی سے مجھے خوش کرتے ہو، تمہارے لئے میرے پاس بس دعائیں ہی ہیں۔ انشاء اللہ تم دیکھو گے کہ آج تو تم دوسروں کی لکھی ہوئی نعتیں سناتے ہو، لیکن ایک دن تمہاری لکھی ہوئی نعتیں لوگ دوسروں کو سنایا کرینگے۔''

اس وقت بھلا مجھے کیا معلوم تھا کہ سرکارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ محبّ صادق میری زندگی کا مقصود بیان کر رہے ہیں۔ بہرصورت یہ تواُن کی کرامتوں میں سے ایک عام بات ہے جس عجوبے کے اظہار نے مجھ سے آج قلم اٹھوایا وہ کرامتوں کی تاریخ میں شاید بے نظیر ہی نظر آئے۔

ایک دن حضرت قاضی صاحب کے پاس میں اور ان کے بہت سے نیاز مند بیٹھے ہوئے تھے۔ان میں میرے خالو بھی تھے۔ یہ ایک بڑا کمرہ تھا اور حضرت مصلّے پر بیٹھے تھے۔السّلام علیکم کہتے ہوئے کندھوں پر رومال ڈالے سات آٹھ مولوی طرز کے معتبر آدمی کمرے میں داخل ہو کر قاضی صاحب سے مخاطب ہوئے۔ قاضی صاحب نے وعلیکم السلام اور بسم اللہ کہہ کر بیٹھ جانے کا ایما فرمایا۔ہم سب ذرا پیچھے ہٹ گئے اور مولوی صاحبان تشریف فرما ہوگئے۔ ان میں سے ایک صاحب نے فرمایا کہ

حضرت ! ہمیں ہزاروں مسلمانوں نے بھیجا ہے۔ یہ چار صاحبان گجرات سے اور یہ وزیر آباد سے آئے ہیں۔ میں، آپ جانتے ہیں ڈاکٹر ٹیلر کے ساتھ والی مسجد کا امام ہوں۔عرض یہ کرنا ہے کہ آپ اس ٹھنڈے ٹھار گوشے میں آرام سے بیٹھے رہتے ہیں۔ باہر خلق خدا مر رہی ہے، نمازی اور بے نماز سب بارانِ رحمت کے لئے دعائیں کرتے کرتے ہار گئے ہیں۔ ہر جگہ نمازِ استسقاء ادا کی جارہی ہے۔کیا آپ اور آپ کے ان مریدوں کے دل میں کوئی احساس نہیں ہے کہ یہ لوگ بھی اُٹھ کر نماز میں شرکت کریں اورآپ بھی اپنی پیری کی مسند پر سے اُٹھ کر باہر نہیں نکلتے ، کہ لوگوں کی چیخ و پکار دیکھیں، اللہ تعالٰی سے دعا کریں تا کہ وہ پریشان حال انسانوں پر رحم کرے اور بارش برسائے۔

میرے قریب سے ایک شخص نے چپکے سے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا ''یہ وہابی ھے''۔

میں اُن دنوں وہابی کا مفہوم نہیں سمجھتا تھا۔صرف اتنا سنا تھا کہ یہ صوفیوں کو بُرا سمجھتے ہیں اور نعت خوانی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جب سلام پیش کیا جاتا ہے تو یہ لوگ تعظیم کیلیئے کھڑے نہیں ہوتے بلکہ کھڑے ہونے والوں کو بدعتی کہتے ہیں۔

مسکراتے ہوئے قاضی صاحب نے پوچھا ''حضرات! آپ فقیر سے کیا چاہتے ہیں؟''

تو ان میں سے ایک زیادہ مضبوط جُثے کے مولوی صاحب نے کڑک کر فرمایا ''اگر تعویذ گنڈا نہیں تو کچھ دُعا کرو۔سُنا ہے پیروں فقیروں کی دُعا جلد قبول ہوتی ہے۔''

یہ الفاظ مجھ نادان نوجوان کو بھی طنزیہ محسوس ہوئے تاہم قاضی صاحب پھر مسکرائے اور جواب، جو آپ نے دیا، وہ اس طنز کے مقابلے میں عجیب وغریب تھا۔

قاضی صاحب نے فرمایا ''آپ کُتّوں سے کیوں نہیں کہتے کہ دُعا کریں''۔

یہ فرمانا تھا کہ مولوی جی غضب میں آ گئے چنانچہ وہ جلد جلد بڑبڑاتے ہوئے اُٹھے اور کوٹھڑی سے باہر نکل گئے۔

قاضی صاحب کے اِردگرد بیٹھے ہوئے نیاز مند لوگ ابھی گم صم ہی تھے کہ مولوی صاحبان میں سے جو بہت جیّد نظر آتے تھے، دوبارہ کمرے میں داخل ہوئے، اُن میں سے ایک نے کہا ''حضرت! ہم تو کُتّے کی بولی نہیں بول سکتے۔ آپ ہی کُتّوں سے دُعا کرنے کے لئے فرمایئے۔''

مجھے اچھی طرح یاد ہے اور آج تک میرے سینے پر قاضی صاحب کا یہ ارشاد نقش ہے۔

''حضرت! پہلے ہی کیوں نہ کہہ دیا، کل صبح تشریف لایئے کُتّوں کی دُعا ملاحظہ فرمایئے''

مولوی صاحبان طنزاً مسکراتے ہوئے چلدیئے اور میں نے ان کے الفاظ اپنے کانوں سے سُنے کہ ''یہ صوفی لوگ اچھے خاصے مسخرے ہوتے ہیں۔''

جب مولوی صاحبان چلے گئے تو میرے خالو سے قاضی صاحب نے فرمایا کہ ''ذرا چھوٹے میاں کو بلایئے۔'' چھوٹے قاضی صاحب کا نام اب میں بھولتا ہوں۔ مہمانوں کی آؤ بھگت اور قیام وطعام کا سارا انتظام انہی کے سپرد تھا۔ انواع واقسام کے کھانے اور دیگیں قاضی صاحب کی حویلی کی ڈیوڑھی اور صحن میں پکتی رہتی تھیں۔ ساتھ ہی ایک چھوٹی سی خوبصورت مسجد تھی۔ جس میں عشاء کی نماز کے بعد نعت خوانی ہوا کرتی تھی اور میں ذوق وشوق سے یہاں نعت خوانی کیا کرتا تھا۔

میرے خالو ان کے چھوٹے بھائی کو لائے تو قاضی صاحب نے ان سے کہا ’’میاں کل صبح دو تین سو کُتّے ہمارے مہمان ہوں گے آپ کو تکلیف تو ہو گی بہت سا حلوہ راتوں رات تیار کرا لیجئے۔ ڈھاک کے پتوں کے ڈیڑھ دو سو دَونے شام ہی کو منگوا کر رکھ لیجئے گا۔ ڈیوڑھی کے باہر ساری گلی میں صفائی بھی کی جائے۔ کل نماز فجر کے بعد ہم خود مہمانداری میں شامل ہوں گے۔‘‘

چھوٹے قاضی صاحب نے سر جھکایا اگرچہ ان کے چہرے پر تحیر کے آثار نمایاں تھے۔ میرے لئے تو یہ باتیں تھی ہی پُر اسرار، لیکن میرے خالو مسجد میں بیٹھ کر قاضی صاحب کے دوسرے مستقل نیاز مندوں اور حاضر باشوں سے چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ کل صبح واقعی کچھ ہونے والا ہے۔

میں نے تین چار کڑاہے حویلی کے صحن میں لائے جاتے دیکھے، یہ بھی دیکھا کہ کشمش، بادام اور حلوے کے دوسرے لوازمات کے پُڑے کھل رہے ہیں۔ سُوجی کی سینیاں بھری رکھی ہیں گھی کے دو کنستر کھولے گئے۔ واقعی یہ تو حلوے کی تیاری کے سامان ہیں اور سب آدمی تعجب کر رہے ہیں کہ کُتّوں کی مہمانداری وہ بھی حلوے سے؟

صبح ہوئی نماز فجر کے بعد میں نے دیکھا کہ قاضی صاحب قبلہ دو تین آدمیوں کو ساتھ لئے ہوئے اپنی ڈیوڑھی سے نکل کر گلی میں اِدھر اُدھر گھومنے لگے چند ایک مقامات پر مزید صفائی کے لئے فرمایا۔ میری ان گناہ گار آنکھوں نے یہ بھی دیکھا کہ اس گلی میں دونوں طرف یک منزلہ مکانوں کی چھتوں پر حیرت زدہ لوگ کُتّوں کی ضیافت کا کرشمہ دیکھنے کے لئے جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اور جلال پور جٹاں میں سے مختلف عمر کے لوگ اس گلی میں داخل ہو رہے تھے۔ وہ قاضی صاحب کو سلام کر کے گلی میں دیواروں

کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جاتے اور جانے کیا بات تھی کہ یہ سب اونچی آواز سے باتیں نہیں کرتے تھے۔ کوٹھوں پر عورتیں اور بچے تھے۔

ہم دونوں قاضی صاحب کا بھتیجا محمد اکرام اور میں مسجد کی چھت پر چڑھ گئے اور یہاں سے گلی میں ہونے والا عجیب و منظر دیکھنے لگے۔

درویش طرز کے چند آدمی حلوے سے بھری ہوئی سینیاں لاتے جا رہے تھے۔ اور قاضی صاحب چمچے سے ان دَونوں کو پُر کرتے پھر دونوں ہاتھوں سے دَونا اٹھاتے اور تھوڑے تھوڑے فاصلے پر مین گلی کے درمیان رکھتے جاتے۔ جب پوری گلی میں حلوے بھرے دَونے رکھے جا چکے تو اُنھوں نے بلند آواز سے دَونوں کو گِنا۔ مجھے یقین ہے کہ گلی میں دیواروں کی طرف پشت کئے کھڑے سینکڑوں لوگوں نے قاضی صاحب کا یہ فقرہ سُنا ہوگا: ''کُل ایک سو بائیس (122) ہیں۔''

وہ کام مکمل ہوا ہی تھا کہ زور زور سے کچھ ایسی آوازیں آنے لگیں جن کو میں انسانی ہجوم کی چیخیں۔ سمجھا، مجھے اعتراف ہے کہ اُس وقت مجھے اپنے بدن میں کپکپی سی محسوس ہونے لگی، میں نے گلی میں ہر طرف دیکھا تو عورتیں اور بچے اور مرد گلی میں اور کوٹھوں سے چیخ رہے تھے۔

کیوں چیخ رہے تھے؟ اس لئے کہ ایک کُتّا جس کو، جب سے میں یہاں وارد ہوا تھا، حویلی کے اِرد گرد چلتے پھرتے اور مہمانوں کا بچا کچھا پھینکا ہوا کھانا کھاتے اکثر دیکھا تھا، بہت سے کُتّوں کو اپنے ساتھ لئے ہوئے گلی کی مشرقی سمت سے داخل ہوا۔ جو بے شمار کتّے اس کے پیچھے پیچھے گلی میں آئے تھے ان میں سے ایک بھی بھونک نہیں رہا تھا بھونکنا تو کیا اس قدر خلقت کو گلی میں کھڑے دیکھ کر کوئی کتّا خوفزدہ نہ تھا۔ اور نہ کوئی

غرّا رہا تھا۔ کتّے دو دو تین تین آگے پیچھے بڑے اطمینان کے ساتھ گلی کے اندر داخل ہو رہے تھے۔ کتّوں کی یہ پُراسرار کیفیت دیکھ کر ساری خلقت نہ صرف پریشان تھی بلکہ دہشت زدہ بھی، پھر ایسی دہشت آج تک مجھے بھی محسوس نہیں ہوئی۔

قاضی صاحب اگر اپنے ہونٹوں پر انگشتِ شہادت رکھ کر لوگوں کو خاموش رہنے کی تلقین نہ کرتے تو میں سمجھتا ہوں کہ گلی میں موجود سارا ہجوم ڈر کر بھاگ جاتا۔

اس گلی والا وہ کُتّا جس کا میں ذکر کر چکا ہوں قاضی صاحب کے قدموں میں آ کر دُم ہلانے لگا۔ قاضی صاحب نے جو الفاظ فرمائے وہ بھی مجھے حرف بہ حرف یاد ہیں۔ فرمایا ''بھئی کالو! تم تو ہمارے قریب ہی رہتے ہو، دیکھو، انسانوں پر اللہ تعالیٰ رحمت کی بارش نہیں برسا رہا، اللہ کی اور مخلوق بھی ہم انسانوں کے گناہوں کے سبب ہلاک ہو رہی ہے۔ اپنے ساتھیوں سے کہو، سب مل بیٹھ کر یہ حلوہ کھائیں پھر اللہ سے دعا کریں کہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے بادلوں کو اجازت دے تاکہ وہ پیاسی زمین پر برس جائیں۔''

یہ فرما کر حضرت قاضی صاحب اپنی ڈیوڑھی کے دروازے میں کھڑے ہو گئے اور میں کیا سبھی نے ایک عجوبہ دیکھا۔

خدارا یقین کیجئے کہ ہر ایک حلوہ بھرے دَونے کے گِرد تین تین کُتّے جھک گئے اور بڑے اطمینان سے حلوہ کھانا شروع کر دیا۔ ایک بھی کُتّا کسی دوسرے دَونے یا کتّے پر نہیں جھپٹا، اور نہ کوئی چیخا چلایا اور جس وقت یہ سب کُتّے حلوہ کھا رہے تھے ایک اور عجیب و غریب منظر دیکھنے میں آیا کہ وہ کتا جو اس گلی کا پرانا باسی اور ان تمام کتّوں کو یہاں لایا تھا خود نہیں کھا رہا تھا بلکہ گلی میں مسلسل ایک سِرے سے دوسرے سِرے

تک گھومتا رہا، جیسے وہ ضیافت کھانے والے کتوں کی نگرانی کر رہا ہو یا میزبانی۔
تھوڑی دیر میں سب کُتّے حلوہ کھا کر فارغ ہو گئے بے شمار لوگوں نے ہجوم میں سے صرف حضرت قاضی صاحب کی آواز ایک مرتبہ پھر سنائی دی۔ وہ فرما رہے تھے:
''لو بھئی کالو! ان سے کہو کہ اللہ تعالٰی سے دُعا کریں تا کہ خدا جلد ہی انسانوں پر رحم کرے''۔

یہ سنتے ہی میں نے غیر ارادی طور پر ایک طرف دیکھا توکل والے مولوی صاحبان ایک سمت کھڑے اس قدر حیرت زدہ نظر آئے جیسے یہ لوگ زندہ نہیں یا سکتے کے عالم میں ہیں۔ اب صبح، کے نو دس بجے کا وقت تھا، ہر طرف دھوپ پھیل چکی تھی، تپش میں تیزی آتی جا رہی تھی۔ جب قاضی صاحب نے ''کالو'' کو اشارہ کیا۔ حیرت انگیز محشر بپا ہوا۔ تمام کتّوں نے اپنا اپنا مُنہ آسمان کی طرف اُٹھا لیا اور ایک ایسی متحد آواز میں غُرانا شروع کیا جو میں کبھی کبھی راتوں کو سُنتا تھا۔ جسے سُن کر میری دادی کہا کرتی تھیں، ''کُتّا رو رہا ہے خدا خیر کرے''۔
آسمان کی طرف تھوڑی دیر مُنہ کئے لمبی غراہٹوں کے بعد یہ کتّے جو مشرقی سمت سے اس کوچے میں داخل ہوئے تھے۔ اب مغرب کی طرف چلتے گئے۔
میں اور قاضی اکرام ہی نہیں جلال پور جٹاں کے سبھی مرد و زن کتّوں کو گلی سے رخصت ہوتے دیکھ رہے تھے۔ اور خالی دَونے آسمان کی طرف منہ کھولے گلی میں بدستور پڑے تھے۔ (یہ دستِ دُعا تھے)۔
جونہی کُتّے گلی سے نکلے قاضی صاحب کے ہاتھ بھی دُعا کے لئے اُٹھ گئے اور ان کی سفید براق داڑھی پر چند موتی سے چمکنے لگے یقیناً یہ آنسو تھے۔

پَس منظر بیان ہو چکا اب منظر ملاظہ فرمایئے۔ کیا آپ یقین کریں گے کہ میں جو آج ستّر برس اور گیارہ مہینے کا بوڑھا بیمار ہوں اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بادل گرجا اور مغرب سے اس تیزی کے ساتھ گھٹا اُمڈی کہ گلی ابھی پوری طرح خالی بھی نہ ہوئی تھی، مرد، عورتیں، بچے بالے ابھی کوٹھوں سے پوری طرح اُترنے بھی نہ پائے تھے کہ بارش ہونے لگی۔ ہم بھی مسجد کی چھت سے نیچے اُترے۔ پہلے مسجد میں گئے اور پھر حلوہ کھانے کا شوق لئے ہوئے حویلی کی ڈیوڑھی میں چلے گئے۔ دیکھا کہ وہی معتبر مولوی صاحبان چٹائیوں پر بیٹھے ہیں اور حضرت قاضی صاحب حلوے کی طشتریاں ان لوگوں کے سامنے رکھتے جارہے ہیں۔ وہ حلوہ کھاتے بھی جارہے ہیں اور آپس میں ہنس کر باتیں بھی کررہے ہیں۔ ایک کی زبان سے میں نے یہ بھی سُنا کہ حضرت یہ نظر بندی کا معاملہ نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ جادو۔نعوذ باللہ۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ قاضی صاحب قبلہ ان کی اس بات پر دیر تک مسکرائے اور ان بن بلائے مہمانوں کے لئے مزید حلوہ طلب فرماتے رہے۔ باہر بارش ہورہی تھی اور اندر مولوی صاحبان خوشی سے حلوہ اڑا رہے تھے۔ قاضی صاحب کے جو الفاظ آج تک میرے سینے پر منقوش ہیں میں یہاں ثبت کئے دیتا ہوں اور میرا ایمان ہے کہ یہی مقصود تھا۔

قاضی صاحب نے کہا تھا ''کُتّے مل جل کر کبھی نہیں کھاتے لیکن یہ آج بھلائی کے لئے جمع ہوئے تھے۔ اللہ کے بندوں کے لئے دُعا کرنے کے لئے وہ اتنے متحد رہے کہ ایک نے بھی کسی دوسرے پر چھینا جھپٹی نہیں کی۔ ان کا ایک ہی امام تھا۔ اس نے کھایا

بھی کچھ نہیں۔اب وہ آئے گا تو میں اس کے لئے حلوہ حاضر کروں گا۔"

ایک مولوی صاحب نے کہا "حضرت ہمیں تو یہ جادوگری نظر آتی ہے۔" قاضی صاحب بولے "مولوی صاحب! ہم تو آپ ہی کے فتوؤں پر زندگی گزارتے ہیں۔خواہ اسے جادو فرمائیں یا نظر بندی آپ نے یہ تو ضرور دیکھ لیا ہے کہ کُتّے بھی کسی نیک مقصد کے لئے جمع ہوں تو آپس میں لڑتے جھگڑتے نہیں۔" یہ سُن کر مولوی صاحبان جھینپتے نظر آئے۔

بخدا یہ عجوبہ اگر میں خود نہ دیکھتا تو کسی دوسرے کے بیان کرنے پر کبھی یقین نہ کرتا۔یاد رہے کہ میں وہی حفیظ جالندھری ہوں جس کے بارے میں حضرت قاضی صاحب نے جلال پور جٹاں میں ساٹھ سال پہلے فرمایا تھا کہ حفیظ تیری لکھی ہوئی نعتیں دوسرے سنایا کریں گے۔الحمدللہ، نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی "شاہنامہ اسلام" ساری دنیا کے اُردو جاننے والے مسلمان خود پڑھتے اور دوسروں کو بھی سُناتے ہیں۔

ارادت ہو تو دیکھ ان خرقہ پوشوں کو۔۔۔۔۔ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

☆☆☆

سلطان صلاح الدین ایوبی رحمتہ اللہ علیہ

سلطان صلاح الدین ایوبی رحمتہ اللہ علیہ کو جب مصر کا گورنر مقرر کیا گیا تو آپ جب مصر تشریف لائے تو کہا گیا!

حضور آپ بڑی لمبی مسافت سے تشریف لائے ہیں پہلے آرام کرلیں،

سلطان ایوبی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا!

میرے سر پر جو دستار رکھ دی گئی ہے میں اس کا اہل نہ تھا۔اس دستار نے میرا آرام اور

میری نیند ختم کر دی ہے، کیا آپ حضرات مجھے اس چھت کے نیچے نہیں لے چلیں گے جہاں میرے فرائض میرا انتظار کر رہے ہیں،

سلطان کے نائب نے عرض کیا: کیا حضور کام سے پہلے طعام پسند نہیں کریں گے؟

قوی ہیکل گارڈز دونوں اطراف کھڑے تھے، سلطان انکو دیکھ کر مسکرا اٹھے لیکن اگلے ہی لمحے وہ خوشی زائل ہو گئی جب وہاں چار نوجوان لڑکیاں ہاتھوں میں پھولوں کی پتیاں لئے کھڑی تھیں، انھوں نے سلطان کے قدموں میں پتیاں بکھیرنی شروع کر دیں اور ساتھ ہی دف، طاؤس و رباب اور شہنائیاں بجنے لگیں۔

سلطان نے پھولوں کی پتیاں دیکھیں تو قدم روک لئے

"صلاح الدین ایوبی پھولوں کی پتیاں مسلنے نہیں آیا"

سلطان نے ایسی مسکراہٹ سے کہا جو ان لوگوں نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی

"اگر میری راہ میں کچھ بچھانا چاہتے ہو تو وہ ایک ہی چیز ہے جو میرے دل کو بھاتی ہے"

آپ حکم دیں نائب نے کہا،

صلیبیوں کی لاشیں،

سلطان نے مسکرا کر کہا لیکن اگلے ہی لمحے سلطان کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے

"مسلمان کی زندگی پھولوں کی سیج نہیں، جانتے ہو صلیبی سلطنت اسلامیہ کو چوہوں کی طرح کھا رہے ہیں؟

اور جانتے ہو وہ کیوں کامیاب ہو رہے ہیں؟ صرف اسلئے کہ ہم نے پھولوں کی پتیوں پر چلنا شروع کر دیا ہے۔ میری نظریں فلسطین پر لگی ہیں اور تم میری راہ میں پھول بچھا کر مصر سے بھی اسلام کا پرچم اتروا دینا چاہتے ہو؟

سلطان نے ایک نظر سب کو دیکھا اور دبدبے سے کہا،

"اٹھالو یہ پھول میرے راستے سے میں نے ان پر قدم رکھا تو میرح روح کانٹوں سے چھلنی ہوجائے گی۔ ہٹادوان لڑکیوں کو میرے راستے سے"

حضور کی جاہ وحشمت

"مت کہو مجھے حضور"سلطان نے بولنے والے کو یوں ٹوکا جیسے کسی کافر کی گردن کاٹ دی ہو، مزید کہا:"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ تھے جن کا ہم سب کلمہ پڑھتے ہیں اور جنکا میں غلام بے دام ہوں، میری جان فدا ہو آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جن کے مقدس پیغام کو میں نے سینے پر کندہ کررکھا ہے، میں یہی پیغام لے کر مصر آیا ہوں، صلیبی مجھ سے یہ پیغام چھین کر بحیرۂ روم میں ڈبو دینا چاہتے ہیں، شراب میں غرق کر دینا چاہتے ہیں، میں بادشاہ بن کرنہیں آیا۔

☆☆☆

کمال اتاترک

سفرنامہ: مغرب کی سیر سے اقتباس

مصنف: محبوبِ غوث العالم ڈاکٹر سید محمد مظاہر اشرف الاشرفی الجیلانی رحمتہ اللہ علیہ

کاوش: محترم محمد وقاص اشرفی

اپنے رفیق کے ہمراہ انقرہ گئے۔ وہاں اتاترک کا مقبرہ بھی دکھایا۔ یہ ایک بلندی پر ہے۔ 160 ستونوں پہ چھت ہے۔ اندر آخیر میں ایک چبوترے نما مزار ہے۔ اس کے سامنے اٹینشن کھڑے ہوکر انگریزوں کی فوج کی طرح گردن کو جھکا کر جھٹکے سے اوپر کرو اور سامنے سے گذر جاؤ۔ فاتحہ پڑھنا وہاں منع ہے۔ میں یہ سب دیکھ کر حیران ہوا۔ کیونکہ مسلمانوں

کے رہنماؤں کے مزارات پر فاتحہ خوانی ہوتی ہے۔ ہمارے قائداعظم علیہ الرحمہ کے مزار پر باقاعدہ ایک مولوی مقرر ہے۔ جو سب کی طرف سے مہمانوں کے ساتھ فاتحہ خوانی کرتا ہے، پڑھتا ہے دعا ہاتھ اٹھا کر کرتا ہے۔ بعد میں مجھے اتاترک کی ایک تقریر ملی جس میں اس نے حضور علیہ صلوۃ والسلام کی شان میں گستاخی کی تھی اور اسلام کو غیر ضروری کہا تھا چنانچہ اسی لئے اللہ تعالیٰ کی پھٹکار اس پر ہے اور اسی لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر فاتحہ پڑھنا منع ہوگیا۔ مقبرہ کے باہر دیواروں پر نقش ونگار کے ذریعے دکھایا گیا ہے کہ کس طرح لوگوں کو قدامت پسندی سے ہٹایا غیر اسلامی بنایا۔ عورتوں کے برقع کھینچ کر اتارے جا رہے ہیں کہیں لوگوں کی شلوار ہٹا کر ان کو پتلون پہنایا جا رہا ہے وغیرہ وغیرہ الغرض رات کافی دیر میں ہم انقرہ دیکھ کر گھر لوٹے۔ ☆☆☆ ترکی صدر اردگان کی قیادت میں خلافت عثمانیہ کے عظیم الشان دور کی طرف دوبارہ گامزن ہے ترکی صدر کی اپنے نیک مشن کی تکمیل کیلئے ہم سب پاکستانی تہہ دل سے دعا گو ہیں۔۔۔۔۔خلافت عثمانیہ۔۔۔۔۔زندہ باد

جابر بن حیان (776-813)

ترتیب وتزئین: محترمہ زینب صاحبہ

جابر بن حیان عظیم مسلم سائنسدان ہیں جنھیں علم کیمیا کا بانی بھی کہا جاتا ہے۔ آپ 776ء میں کوفہ عراق میں ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوئے۔ جابر کے والد ایک معمولی عطار تھے۔ آبائی پیشہ عطاری ہونے کی وجہ سے جابر نے ابتدائی عمر ہی سے تجربات شروع کر دیئے اور پھر دنیا کیمیا یعنی کیمسٹری کے نامور سائنسدان بن گے۔ جابر بن حیان کو ''بابائے کیمیا'' کہ نام سے جانا جاتا ہے۔ آپ نے کیمیا (کیمسٹری)

میں تجربات کا رواج ڈالا۔

سونا بنانے کی دھن اور نت نئے تجربات کے شوق نے جابر بن حیان کو علم کیمیا کا موجد بنا دیا۔آپ کا سب سے بڑا کارنامہ سونے کو پگھلانے والے تیزاب کی ایجاد ہے۔ انہوں نے دھات کو پگھلا کر کے کُشتہ بنانے کا طریقہ بھی دریافت کیا۔

جابر نے لوہے پر تجربات کئے اور بتایا کہ لوہے کو کس طرح سے زنگ سے بچایا جا سکتا ہے۔جابر نے چمڑے کو رنگنے کا طریقہ دریافت کیا۔بالوں کو کالا کرنے کیلئے خضاب بنایا۔آپ ہی نے Distillation apparatus بنایا۔

جابر بن حیان نے تقریباً 100 کتابیں لکھیں۔ان میں سے 22 علم کیمیا کے متعلق ہیں۔جابر نے طبقات اور علم الفلکیات پر بھی کام کیا۔یہ عظیم سائنسدان صرف 37 سال کی عمر میں اس جہاں سے رخصت ہو گیا۔

☆☆☆

خودداری

حلقہ واصفین کے منجھے لکھاری محترم حامد حمید کے قلم سے

دل جب خوددار ہوتا ہے تو ظاہر پرستوں سے کچھ بھی مانگنا چھوڑ دیتا ہے۔۔۔پھر وہ نہ دولت کا طالب رہتا ہے نہ شہرت کا نہ ہی ہمدردی کا۔۔۔وہ اپنی بات کی سند، کسی سند یافتہ سے لیتا ہے۔اہل ظاہر کی کوئی بھی بات اسے رنجیدہ نہیں کرتی اسی لیے اس کی زندگی پیچیدہ نہیں ہوتی۔۔۔جو دل کسی گرو کا گرویدہ ہو جاتا ہے وہ ہی دل تو اہل باطن کے گروہ میں پسندیدہ شمار ہوتا ہے۔۔۔اہل ظاہر کے طعن و تشنیع سے بے

نیاز۔۔۔کیونکہ راست گو کا ہی واسطہ تو جھوٹے سے پڑتا ہے ورنہ جھوٹوں کی محفل میں جھوٹے کو جھوٹا کون کہے۔۔۔شر کو شر کہنے والی طاقت کا نام ہی تو خیر ہے چاہے سر نیزے پر ہی کیوں نہ چڑھا دیا جائے۔۔۔شہید جان کا نذرانہ نہ پیش کرے تو ہمیشہ جاوداں کیسے رہے۔۔۔انا الحق کا نعرہ لگانے والے کا سر دار پر سلامی تو دے گا۔۔۔ابتلاء عروج کی منزل کا ہی ایک اور نام ہے۔۔۔ابتلاء کا زمانہ دراصل مقام عطا کرنے کا زمانہ ہے۔۔۔امر ہو جانے کا زمانہ ہے۔

☆☆☆

تیرے باپ کی شادی ہوگئی، تیرے بچوں کی بھی ہو جائے گی، تیری بھی ہو جائے گی۔

"شادی پیسوں سے نہیں اللہ کے حکم سے ہوتی ہے"

حضرت واصف علی واصف رحمتہ اللہ علیہ (گفتگو۔۔۔والیم 1: صفحہ نمبر 201)

محبتوں کی فضائیں ہوں تو۔۔۔۔۔نفرت کون کرتا ہے

کہنہ مشق صحافی، دانشور، بانی بزم ندائے مسلم لاہور،
ناظم اشاعت رابطہ فکر رضا لاہور و چیف ایڈیٹر ماہنامہ سبیل ہدایت
محبت و اخلاص کے پیکر: محترم سید قمر احمد سبزواری

محبتوں کی فضائیں ہوں، تو نفرت کون کرتا ہے
اگر ماحول اچھا! ہو بغاوت کون کرتا ہے

اگر ہم بھی نہیں ، تم بھی نہیں، باعث تباہی کا
تو پھر برباد بستی ، شہر غارت، کون کرتا ہے

نوادر کی ، قلم کی، فائلوں کی ، رازداری کی
تم اپنے دل سے پوچھو ، یہ تجارت کون کرتا ہے

مرے ترک وطن پر، مسکرانا بھول جاؤ گے
اگر تاریخ سے پوچھو گے، ہجرت کون کرتا ہے

پڑے ہیں مصلحت کے قفل قمؔر سب کے ہونٹوں پر
یہاں سچ بات کہنے کی، جسارت کون کرتا ہے

☆☆☆